21746

دار الافتاء 83/2094

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام مذکورہ مسائل کے بارے میں :-

(۱) زید چاول یا کپڑے کا کاروبار کرتا ہے۔ پاکستان سے مال خریدتا ہے اور باہر فروخت کرتا ہے۔ اس نے کچھ ساتھیوں سے کہا کہ: پیسے جمع کرلو مثلاً چار ساتھیوں سے کہا کہ ایک ایک لاکھ روپے جمع کرلو چار لاکھ میں ایک کنٹینر خرید کر فروخت کریں گے۔ جو نفع ہوگا اس میں سے پچیس (۲۵) فیصد میرا ہوگا۔ اور باقی نفع تمہارے درمیان برابر سرابر تقسیم ہوگا۔ اور کل نفع میں سے ایک فیصد میں مجھے اختیار ہوگا کہ جہاں چاہوں گا اللہ کی راہ میں صدقہ کروں گا۔ کیا اس طرح معاملہ کرنا درست ہے؟

(۲) اسی صورت مذکورہ میں زید کے چار ساتھیوں میں سے ایک ساتھی "خالد" کے پاس پچاس ہزار روپے (50,000) موجود ہیں۔ وہ اپنے ایک دوست، جو کہ کاروبار میں ابھی شریک نہیں ہے اور اس کے پاس پچاس ہزار روپے موجود ہیں جو کسی کاروبار میں نہیں لگائے، سے کہتا ہے کہ: "یہ روپے مجھے دو میں کاروبار میں لگاتا ہوں" یا یوں کہے کہ: "تمہارے پاس پیسہ فالتو رکھا ہے میں زید سے بات کرتا ہوں وہ تمہارا یہ پیسہ کاروبار میں لگا دے گا زید اور تمہارا براہ راست معاملہ میں کروا دوں گا۔ اور (دونوں صورتوں میں) ہمارا چھ مہینے یا سال کا جو معاہدہ ہے اسمیں ہر مرتبہ جو کنٹینر جائے گا اور اس پچاس ہزار پر جو نفع ہوگا اس کا دس فیصد حصہ میرا ہوگا۔ یا خالد اندازہ لگاتا ہے کہ اس پچاس ہزار لگوانے پر سال یا چھ ماہ میں نفع کا دس فیصد اتنا ہوگا۔ مثلاً ساٹھ ہزار (60,000) روپے نفع کا دس فیصد ہوگا۔ تو خالد دوست سے کہتا ہے کہ: "ساٹھ ہزار روپے آپ مجھے کاروبار میں رقم لگوانے کی اجرت کے طور پر دوگے۔ خواہ آپ یکمشت دو یا متفرق طور پر ہر ماہ کچھ کچھ دیتے رہو۔ باقی اب آگے سارے معاملات لین دین کے آپ اور زید میں ہونگے۔" خالد کے اپنے دوست کے ساتھ اس معاملہ کا کیا حکم ہے؟

(۳) زید اپنے ایک دوست "حامد" سے کہتا ہے کہ: "آپ بھی ایک لاکھ روپے دے کر اس کاروبار میں شریک ہو جاؤ آپ کو نفع ہوگا۔" لیکن حامد اور زید کے دوستانہ تعلقات ایسے ہیں کہ حامد زید کو پیسے دے تو دے لیکن تعلقات کی بناء پر اس سے پیسوں کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ اس سے بچنے کیلئے حامد زید کو کہتا ہے کہ: "آپ مجھے ہر مہینے نفع دینا چاہتے ہو۔ میں طارق

21746
912

سے بات کرلیتا ہوں۔ آپ اس سے سال چھ ماہ کیلئے جب تک کام کرنا ہے ایک لاکھ روپے قرض لے کر کاروبار میں لگالو اور مجھے ہر مہینہ نفع دیتے رہو۔" اور حامد طارق سے تنہائی میں یہ بات کرتا ہے کہ: "میں نے زید کو پیسے اس وجہ سے نہیں دیئے کہ میں اپنے تعلقات کی بناء پر اس سے پیسوں کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔ آپ اس کو پیسے دیدو۔ اگر اس نے پیسے نہ دیئے یا آپ کو پیسوں کی جلدی ضرورت ہوئی تو میں آپ کو آپکے سارے پیسے دے دونگا لیکن آپ زید کو اسکی اطلاع نہ کرنا۔ اور پیسوں کا مطالبہ اس سے آپ ہی کرنا۔" یا حامد طارق کو یوں کہے کہ: "آپ زید کو پیسے دیدو۔ آپکے پیسے میں آپ کو دو چار دن یا ہفتہ بعد دیدونگا لیکن آپ زید کو اس کی اطلاع نہ کرنا اور اس سے پیسوں کا مطالبہ آپ ہی کرنا۔"

تو اس طرح سے معاملہ کرنا درست ہے؟

بینوا توجروا۔ جزاکم اللہ فی الدارین خیراً۔

دار الافتاء

مستفتی: مولانا عابد شاہ
فون نمبر: 0334-3596202
پتہ: مدرسہ رحمت عالم نارتھ ناظم آباد بلاک ایل کراچی۔

(جواب منسلک ہے)

جزء نمبر ۳ کے متعلق وضاحت:- مذکورہ صورت میں پیسہ حامد ہی کے ہیں اور نفع بھی حامد ہی وصول کریگا البتہ حامد یہ نہیں چاہتا کہ زید کو معلوم ہو کہ یہ پیسہ حامد کے ہیں کیونکہ حامد زید سے پیسوں وغیرہ کا مطالبہ نہیں کرسکتا تعلق کی وجہ سے، اس لئے حامد اپنے پیسے طارق کے نام پہ زید کے کاروبار میں لگا رہا ہے، جسکی صورت یہ اختیار کی کہ حامد نے طارق سے کہا تم اتنے پیسے میری طرف سے زید کو دے دو یہ کہہ کر کہ یہ میرے پیسے ہیں اس پر جو نفع آئیگا اسکا حساب کتاب اور لین دین حامد کرتا رہیگا اور میری طرف سے جو تم پیسہ دوگے وہ میرے ذمہ قرض ہیں جب ضرورت ہو میرے سے آکر لے لینا۔ یہ ساری صورت اسلئے اختیار کی گئی تا کہ جب کبھی پیسوں کی واپسی کا معاملہ ہو تو حامد زید سے یہ کہہ سکے یہ پیسے تو طارق کے ہیں اسلئے مانگنے میں کوئی حجاب نہیں ہوگا جبکہ اگر اپنے پیسے کا معاملہ ہو تو حامد زید سے مطالبہ نہیں کرسکتا۔ کیا یہ صورت جائز ہے؟ اگر نہیں تو اسکا کوئی جائز طریقہ بتادیں جس سے مقصود پورا ہوسکے۔

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱)۔۔۔سوال میں ذکر کردہ معاملہ درست ہے،اور شرعی اعتبار سے یہ مضاربت ہے،اسی طرح نفع کی تقسیم کا جو طریقہ ذکر کیا گیا ہے،وہ بھی درست ہے،البتہ ایک فیصد نفع کے صدقہ کی جو شرط لگائی گئی ہے،اس پر اگر دوسرے سرمایہ کار (انویسٹرز) راضی ہوں تو درست ہے ورنہ نہیں۔

المعاییر الشرعیة(۱۴/۵/۲/۳)

یجوز الاتفاق علی تخصیص نسبة من الربح لغیر الشرکاء علی اساس التبرع.

(۲)۔۔۔صورتِ مسئولہ میں خالد کا اپنے دوست سے کاروبار کیلئے رقم لینا اور اس کو کاروبار میں لگانے کا معاملہ وکالۃ الاستثمار کا ہے (یعنی خالد سرمایہ کاری کرنے کا وکیل ہوگا) اور اس خدمت کی ایک طے شدہ اجرت خالد اپنے دوست سے لے سکتا ہے،لیکن خالد کا اپنے دوست سے یہ طے کر لینا کہ آپ کی رقم سے جو نفع ہوگا اس کا دس فیصد میرا ہوگا،شرعاً درست نہیں،البتہ اگر یہ صورت اختیار کی جائے کہ خالد شروع میں کوئی طے شدہ متعین اجرت طے کر لے اگرچہ وہ کم ہی کیوں نہ ہو مثلاً ہزار روپے وغیرہ اور اس کے ساتھ یہ بھی کہے کہ اس اجرت کے علاوہ آپ کی رقم سے جو نفع ہوگا اس کا دس فیصد بھی لوں گا تو یہ معاملہ درست ہو جائے گا۔

بحوث فی قضایا فقھیة معاصرة(۲/۲۶۸)

ھذا کله فی اجرة السمسار،اذا لم تعین غیر الزیادة علی ما سماہ الاصیل من ثمن المبیع،۔۔۔۔واما اذا سمیت اجرته بمبلغ مقطوع،ثم قیل له:ان بعت باکثر من کذا فالزائد کله لك علاوة علی اجرك المقطوع،فالظاھر انه لا یمنعه الجمھور ایضاً،لان جھالة الاجرة ارتفعت بتحدید اجر مقطوع،وان باعه باکثر من حد معین، فالزائد له علی کونه حافزا علی حسن عمله

(۳)۔۔۔سوال میں مذکور معاملہ پر طارق اگر راضی ہو تو مذکورہ معاملہ جائز ہے،مگر قرض کا عنوان استعمال نہ کیا جائے کیونکہ اسمیں دھوکہ ہے،البتہ طارق جب زید کے ساتھ مضاربت کا معاملہ کرے تو اسے یہ بتانا ضروری نہیں کہ یہ حامد کے پیسے ہیں،بلکہ طارق حامد کی طرف نسبت کئے بغیر زید سے اپنے طور پر مضاربت کا معاملہ کر سکتا ہے،اسی طرح وہ حامد کو زید کے ساتھ لین دین کیلئے وکیل مقرر کر سکتا ہے۔

المعاییر الشرعیة ۱۱۴۴

الوکالة بالاستثمار ھی انابة الشخص غیرہ لتنمیة ماله باجرة اوبغیر اجرة

تعلق حکم العقد وحقوقه

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned by CamScanner

يتعلق حكم العقد بالموكل،اما حقوق العقدفتتعلق بالوكيل ويمكن مطالبة الموكل بها لانه المالك،باستثناء التبرعات فانهايجب اضافتها الى الموكل وتتعلق حقوقها به.

بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (٦/ ٣٣)

(أَمَّا) التَّوْكِيلُ بِالْبَيْعِ وَالشِّـــرَاءِ: فَحُقُوقُهَا تَرْجِعُ إلَى الْوَكِيلِ، فَيُسَـــلِّمُ الْمَبِيعَ، وَيَقْبِضُهُ وَيَقْبِضُ الثَّمَنَ وَيُطَالِبُ بِهِ وَيُخَاصِمُ فِي الْعَيْبِ وَقْتَ الِاسْتِحْقَاقِ.

وَالْأَصْلُ أَنَّ كُلَّ عَقْدٍ لَا يَحْتَاجُ فِيهِ إلَى إضَافَتِهِ إلَى الْمُوَكِّلِ وَيَكْتَفِي فِيهِ بِالْإِضَافَةِ إلَى نَفْسِهِ، فَحُقُوقُهُ رَاجِعَةٌ إلَى الْعَاقِدِ كَالْبِيَاعَاتِ وَالْأَشْرِبَةِ.

وَالْإِجَارَاتِ وَالصُّـــلْحِ الَّذِي هُوَ فِي مَعْنَى الْبَيْعِ، فَحُقُوقُ هَـذِهِ الْعُقُودِ تَرْجِعُ لِلْوَكِيلِ وَعَلَيْهِ، وَيَكُونُ الْوَكِيلُ فِي هَذِهِ الْحُقُوقِ كَالْمَالِكِ، وَالْمَالِكُ كَالْأَجْنَبِيِّ حَتَّى لَا يَمْلِكَ الْمُوَكِّلُ مُطَالَبَةَ الْمُشْـــتَرِي مِنْ الْوَكِيلِ بِالثَّمَنِ وَلَوْ طَالَبَهُ فَأَبَى لَا يُجْبَرُ عَلَى تَسْلِيمِ الثَّمَنِ إلَيْهِ.

وَلَوْ أَمَرَهُ الْوَكِيلُ بِقَبْضِ الثَّمَنِ مَلَكَ الْمُطَالَبَةَ، وَأَيُّهُمَا طَالَبَ الْمُشْـتَرِي بِالثَّمَنِ يُجْبَرُ عَلَى التَّسْلِيمِ إلَيْهِ.

المعايير الشرعية ص١١٦٨

التطبيقات المعاصرة للوكالة بالاستثمار

١/١٢:لا مـانع من اسـتثمار اموال الوكـالـة بالاسـتثمار مع اموال المضـــاربة،فتعامل كما لو كانت مقدمة من احد ارباب الاموال او من المساهمين عند تقديمهم مبالغ للاستثمار مختلطة مع تلك الحسابات،وتستحق الربح،بحساب النمر كغيرها من اموال المضـاربة او ماضم اليها من المسـاهمين ويكون للموكلين جميع ربح اموال الوكالة الحاصل من وعاء المضـاربة ويستحق الوكيل اجرته والحافز ان كان مشروطا،ولا يستحق شيئا من ربح المضاربة بمال الوكيل..........................

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

دار الافتاء فتوی نمبر ۸۳/۲۰۹۷ مورخہ ۱۴۴۰/۱۲/۳ھ ۲۰۱۹/۸/۴

محمد اویس

محمد اویس سیالکوٹی عفی عنہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۲/ذی الحجہ/۱۴۴۰ھ

4/اگست/2019ء

الجواب صحیح

بندہ محمود اشرف غفر اللہ لہ

مفتی جامعہ دار العلوم کراچی

۳/ذی الحجہ/۱۴۴۰ھ

05/اگست/2019ء

الجواب صحیح

۳/۱۲/۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح

[illegible]

۳/۱۲/۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح

محمد یعقوب عفا اللہ عنہ

۳/۱۲/۱۴۴۰ھ